حقیقی مسیح

بقلم جناب پادری آئی روشن خان صاحب لاہور

The True Messiah

By
Rev. I. Roshan Khan Malik

1st Time Published in December 20th 1961
Jan 25th 2007
www.noor-ul-huda.org

ناظرین اخوت پر یہ امر اظہر من الشمس ہے کے خداوند کریم نے حضرت آدم کو اپنی شکل وصورت پیدا کیا۔ خداوند تعالیٰ کے پاک کلام میں مرقوم ہے۔ خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں "(توریت شریف کتابِ پیدائش ۱: ۲۶)۔ اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر پیدا کیا اور یہی ایک امر تھا جو کہ دنیا کے سردار کو برداشت نہ ہو سکتا تھا کہ حضرت انسان خدا کی صورت پر ہو۔ چنانچہ اُس نے موقعہ پاکر اماں حوا کو گرادیا۔ اوراس کے وسیلہ سے حضرت آدم پر بھی غالب آیا۔ جس کے باعث آدم خدا کی صورت پر نہ رہا وہ صورت بگڑ گئی اور بھدی ہوگئی۔ لیکن الٰہی محبت پدری نے بھی اس موقعہ پر جوش مارا۔ اوراگرچہ آدم وحوا کو ان ک گناہ کی سزادی گئی۔ تاہم باغِ عدن میں وعدہ بھی عطا کیا کہ "عورت کی نسل سانپ کے سر کو کچلے گی" چنانچہ وقت مقررہ پر سیدنا مسیح بی بی مریم کے بطنِ مباک سے تولد ہوئے۔ جیسا کہ انجیل میں مرقوم ہے:

جب دنیا کے سردار نے یہ دیکھا تواُس نے الٰہی مولود کو صفحہ ہستی سے نیست کرنے کی کوشش ہیر دیس کے وسیلہ سے کی۔ بیت للحم اوراس کے ارد گرد کے تمام معصوم بچے تہہ تیغ کئے گئے مگر خدا باپ نے اس الٰہی بچے کو محفوظ رکھا اور یہ بچہ نشوو نما حاصل کرتا ہوا اپنے عالم شباب کو پہنچا۔ لیکن دنیا کے سردار نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا بلکہ مردِ میدان بن کر اُس کے سامنے آیا اور تین آزمائشیں اُس کے سامنے رکھ دیں۔ لیکن سیدنا مسیح اُس مرحلہ پر بھی اس کو شکست دیتے ہیں اوراپنے باپ کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے ہیں اوراپنے باپ کی مرضی کو پورا کرنے میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں

کرتے۔ حتیٰ کہ آپ اپنی زمینی زندگی کے آخری ہفتہ میں قدم رکھتے ہیں۔ دنیا کا سردار اس موقعہ پر بھی آپ کے سامنے آتا ہے لیکن آپ صلیب پر اس کا سر کچل کر رکھ دیتے ہیں۔ اور تمام آدم کے گناہوں کا فدیہ دینے اور تین دن تک عالم ارواح میں رہنے کے بعد زندہ ہو جاتے ہیں۔ اور چالیس روز تک صاحبہ کرام کو دیکھائی دیتے ہیں۔ اور پھر آسمان پر صعود فرماجاتے ہیں۔

صلیب پر شکست کھانے کے بعد دنیا کے سردار کو ایک اور بات سوجھی کہ وہ سیدنا مسیح کے زندہ ہونے کی خبر غلط قرار دلوائے۔ چنانچہ متی رسول کی انجیل کے ۲۸ویں باب میں اس امر کا تذکرہ موجود ہے۔ لیکن واقعات کے سامنے اس کی پیش نہ گئی۔ تو اس نے اس امر میں مقرر سمجھا کہ سیدنا مسیح کی صلیبی موت۔ اس کے زندہ ہونے اور اس کے صعود سے صاف انکار کیا جائے۔ اور سیدنا مسیح کی قبر کسی شہر میں مشہور کر دی جائے تاکہ کفارہ کی تعلیم کو غلط قرار دے کر بنی آدم کو گمراہ کیا جاسکے۔

اس موقعہ پر میں یہ بھی عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ خدا اور دنیا کے سردار کے درمیان ایک روحانی جنگ جاری ہے۔ اور یہ جنگ تاقیامت قائم رہے گی۔ لیکن حضرت انسان کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے خالق ومالک کی یاد میں رہے۔ اور دنیا کے سردار سے بر سر جنگ رہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ آخر کار دنیا کے سردار نے شکست کھانی ہے۔ اور حضرت انسان کا ساتھ دیتے ہوئے الٰہی رفاقت کو کھو دیتا ہے اور خدا کی برکات سے محروم رہ جاتا ہے۔

انجیل جلیل اور قرآن شریف نہایت واضح الفاظ میں اس امر کا تذکرہ کرتے ہیں کہ سیدنا مسیح زندہ آسمان پر موجود ہیں اور کوئی مسلمان جس کا ایمان قرآن شریف پر ہے۔ اس امر کا انکار نہیں کر سکتا۔ تو اندری حالات یہ پرپیگینڈہ کرنا کہ مسلمان کو اس امر کا انکار کرنا چاہیے۔ کسی فرد بشر کو زیب نہیں دیتا۔ ایک اور امر کا ذکر کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف حضرت محمد کو خاتم النبیین گرادنتا ہے۔ گویا ازروئے قرآن شریف حضرت محمد کے بعد اور کوئی بنی نہ آئے گا۔ پس اندری حالات سیدنا مسیح بلکہ حقیقی مسیح کی آمد حضرت محمد سے پیشتر ہونی چاہیے نہ کہ مابعد۔ دوئم خداوند کریم کے وعدہ کے مطابق حقیقی مسیح عورت کی نسل ہونی چاہیے نہ کہ مرد کی نسل۔

چونکہ اخبار ہذا کا یہ نمبر کرسمس نمبر ہے اس لئے حقیقی مسیح کے مضمون کو طوالت دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ لیکن چونکہ ماہ نومبر کے اخبار "اخوت" میں حقیقی مسیح کا سرسری ذکر آگیا تھا۔ اس لئے اس کی نسبت دو باتیں پیش کر دی ہیں کہ اس کی آمد حضرت محمد سے پیشتر ہونی چاہیے اور وہ عورت کی نسل سے ہونا چاہیے۔ دیگر خیالات کا تذکرہ ماہ جنوری میں ہدیہ ناظرین کر سکوں گا۔ انشاءاللہ !

میں نے اُوپر ذکر کیا کہ جب دنیا کا سردار اُس الٰہی صورت کو جس پر آدم بنایا گیا تھا۔ بگاڑنے میں کامیاب ہوا تو الٰہی محبت پدری نے جوش مارا اور سیدنا مسیح کی آمد کا وعدہ باغِ عدن ہی میں آدم کو دیا گیا۔ اور عبرانیوں کے خدا کا مصنف اس کی آمد کی تذکرہ بدیں الفاظ کرتا ہے "

اگلے زمانہ میں اللہ وتبارک تعالیٰ نے آباؤاجداد سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح انبیاء کرام کے ذریعہ کلام کر کے۔ اس ایاّم کے آخر میں ہم سے ازلی محبوب کے ذریعہ کلام کیا جسے پروردگارِ عالم نے تمام چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور آپ کے وسیلہ سے اس نے عالم کو خلق کیا۔ آپ رب العالمین کی بزرگی کا عکس اور ان کی ماہیت کا عین نقش ہو کر تمام چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتے ہیں۔ آپ گناہوں کی تطہیر کر کے عرشِ معلیٰ پر حشمت کی دہنی طرف جا بیٹھے۔ اور فرشتوں سے اسی قدر بزرگ ترین ہو گئے جس قدر آپ نے میراث میں ان سے عمدہ ترین نام پایا۔ (انجیل شریف خطِ عبرانیوں ۱: ۱)۔

ہمارے مبارک آقا ومولا سیدنا مسیح کے آنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ اُس شکل وصورت کو حضرت انسان پر از سر نو قائم کر دے۔ جس پر کہ سیدنا مسیح نے اس کو پیدا کیا تھا اور جس کو اس دنیا کے سردار نے خراب کر دیا تھا۔ چنانچہ سیدنا مسیح نے اپنے میں انسان کا میل خدا باپ سے کرا دیا اور

حضرت انسان کو فرزندیت کا شرف عطا کیا۔اس لئے حضرت یوحنانہایت دلیری سے فرماتے ہیں کہ "اے عزیزو! ہم جانتے ہیں کہ ہم خدا کے فرزند ہیں"۔ماسوائے سیدنا مسیح کے اور کسی نے حضرت انسان کو یہ شرف نہ دلایااور نہ دلاسکتا تھا۔سیدنا مسیح میں الوہیت اور انسانیت دونوں میں موجود تھیں اس لئے وہ یہ قدرت رکھتا تھا کہ حضرت انسان کو الٰہی فرزندیت عطا کرے۔ چنانچہ یوحنارسول اپنی انجیل کے پہلے باب میں اس امر کاذکر کرتا ہے کہ " جتنوں نے اس کو قبول کیا اُس نے اُنہیں خدا کے بیٹے ہونے کا شرف عطا کیا۔ وہ نہ خون سے نہ جسم سے۔نہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے ہیں"۔اوراس طرح سے حضرت یوحنااپنے پہلے خط میں رقم طراز ہے کہ "خدا سے پیدا ہواوہ گناہ کرہی نہیں سکتا"۔

گذشتہ نمبر میں ایک مضمون نظر سے گذرا جس کا عنوان تھا"کرسمس" جس میں نامہ نگار نے اس امر کو آشکارا کرنے کی کوشش کی کہ وہ ۲۵دسمبر سیدنا مسیح کا یوم ودلات نہیں ہے۔میں اس کی تفصیل میں جانا مناسب نہیں سمجھتا لیکن اتنا عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ابتدائی کلیسیا نے ۲۵دسمبر کو یوم ولادتِ مسیح مقرر کیااوراس کے مطابق سیدنا مسیح کے پیروکار ہر سال ۲۵دسمبر کو یومِ ولادت مسیح مانتے ہیں۔ مضمون نگار کو اس امر سے انکار نہیں ہوسکتا کہ سیدنا مسیح اس دنیا میں آئے اوراُنہوں نے بی بی مریم بتولہ کے بطنِ مبارک سے جنم لیا۔ پس اس صورت میں مسیحیانِ عالم کا فرض ہے کہ اپنے منجئی کی پیدائش کی یادگار منائیں بلکہ بقول سیدنا مسیح کے کہ جس کے بہت گناہ معاف ہوئے وہ بہت پیار کرتا ہے اور جس کے تھوڑے وہ تھوڑا۔بہ الفاظ دیگر جس نے سیدنا مسیح سے جیسی برکات حاصل کیں اس کی محبت سیدنا مسیح سے ویسی ہی ہوگی جب کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ اُس نے ہمارے گناہ کا فدیہ دیا ہے۔ وہ ہمارے واسطے مصلوب ہوا۔اسکے مار کھانے سے ہم نے شفا پائی۔تواس کی پیدائش کی یادگار منانا ہر مسیحی کا فرض اولین ہے۔البتہ خوشی منانے کے طریقوں پر خامہ فرسائی ہوسکتی ہے۔انجیل شریف بہ مطابق حضرت متی میں ایک ایسی خوشی منانے کا تذکرہ موجود ہے۔ جس خوشی منانے کا انجام یوحنا بپتسمہ کی موت ہوا۔ بسااوقات ہماری خوشیاں ہمارے لئے آزمائش پیدا کردیتی ہیں۔ پس مسیحیوں کی خوشی اس موقعہ سعید پر نرالی خوشی ہونی چاہیے جو کہ بنی آدم کی دیگر خوشیوں سے بالاتر ہو۔

مقدس شمعون نے اپنا کرسمس کس طرح منایا؟اس کو جب اس امر کی خبر ملی کہ سیدنا مسیح بیت اللہ میں موجود ہیں۔اُس نے اپنی خوشی کس طرح منائی۔ لکھاہے کہ وہ بیت اللہ میں تشریف لے گئے اور سیدنا مسیح کو اپنی گود میں لے کر اپنا گیت پڑھا کہ "اے مالک تو اپنے غلام کو اپنے قول کے موافق سلامت رخصت دیتا ہے کیونکہ میں نے تیری نجات دیکھ لی ہے"۔

مسیحی خوشی کا آغاز بیت اللہ سے ہے۔اوراس لئے تمام مسیحی اس روز سعید پر اپنے محبوب وآقا ومالک کی یاد میں محو ہوتے ہیں۔اوراُس کی عبادت کرتے اور شکر گزاری کرتے ہیں اور مقدس پولوس سمیت ہم کچھ اور بھی تلقین کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "اے بچو تمہاری طرف سے مجھے پھر جننے کے درد لگے ہیں جب تک کہ مسیح تم میں صورت نہ پکڑلے اورایک مسیحی کی حقیقی خوشی اس میں پوشیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ مسیح تم میں صورت پکڑے۔سیدنا مسیح نے اُس بگڑی ہوئی صورت کو دوبارہ بحال کردیا ہے۔ حضرت انسان ازسرنو خدا کی صورت پر ہوگیا۔ لیکن دراصل ضرورت اس امر کی ہے کہ مسیح مجھ میں صورت پکڑے۔اوریہی میرا کرسمس ہے۔